قرآن میں

پردے کے احکام

امین احسن اصلاحی

فاران

فاران فاؤنڈیشن

لاہور ـــــ پاکستان

سلسلہ مطبوعات نمبر ۳

جملہ حقوق محفوظ

ناشر: ـــــــــ ماجد خاور
مطبع: ـــــــــ مکتبہ جدید پریس۔ لاہور
اشاعت: ـــــــــ فاران فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام
طبع ششم ــ 2000
تاریخ اشاعت: ـــــــــ دسمبر 2002ء۔ شوال 1423ھ
ادارہ: ـــــــــ فاران فاؤنڈیشن
122- فیروز پور روڈ، اچھرہ
لاہور - 54600 - پاکستان
فون: 042 - 7595200
E-mail: faran@wol.net.pk
قیمت : 15 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

یہ کتابچہ میں نے ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء میں اس وقت لکھا جب پاکستان کے قیام کے فوراً بعد آزادیٔ نسواں کے علم برداروں اور پردہ کے مخالفوں نے اخبارات میں پردہ کے خلاف بڑی گرماگرم بحث چھیڑ رکھی تھی۔ اصحاب علم نے اس مضمون کو بہت سراہا اور یہ کافی تعداد میں چھپا۔ عربی اور انگریزی میں بھی اس کے ترجمے چھپے اور مقبول ہوئے۔ اب اسی طرح کی ضرورت کے تحت ہمارے رفیق عزیز — ماجد خاور صاحب سلمہ — اس کو چھاپنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی خواہش پر میں نے اس پر نظر ثانی کر کے اس میں حک و اصلاح بھی کر دی ہے۔

اگرچہ یہ کتابچہ اپنے حجم کے اعتبار سے نہایت مختصر ہے، لیکن اپنے مطالب کے اعتبار سے یہ دریا بکوزہ ہے۔ موضوع سے متعلق تمام مسائل ان چند اوراق میں اس جامعیت سے بیان ہو گئے ہیں کہ ایک گائیڈ بک کی حیثیت سے آپ اس کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ ہر موقع پر آپ کی رہنمائی کے لیے کافی ہوگا۔

اس کی بنیاد تمام تر قرآن مجید پر ہے۔ اس سے آپ ان لوگوں پر بھی حجت قائم کر سکتے ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن میں پردہ سے متعلق واضح احکام نہیں ہیں۔ ان کو دکھایئے کہ پردے سے متعلق ہر پہلو پر قرآن میں ایسے قطعی احکام ہیں کہ ایک ہٹ دھرم کے سوا کوئی ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس نے نہایت واضح لفظوں میں بتایا ہے کہ عورت کا اصلی مستقر و مقام کیا ہے۔ اس نے پوری تفصیل سے یہ بھی بتایا ہے کہ گھر کے اندر اگر غیر محرم اعزہ و اقربا، یا صاحب خانہ کے قابل اعتماد دوست احباب آ جائیں تو اس صورت میں ان آنے والوں اور گھر کی عورتوں کو کن احکام و آداب کا اہتمام

کرنا ضروری ہے۔ اس طرح اس نے نہایت غیر مشتبہ الفاظ میں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ عورت کو اگر کسی ضرورت سے گھر سے باہر قدم نکالنا پڑے تو اس صورت میں اس کو اجنبی نگاہوں سے اپنے کو بچانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے۔ حد یہ ہے کہ گھر میں آمد و شد رکھنے والے نوکروں اور خادموں سے متعلق بھی، اوقات کی تفصیل اور ان کے بلوغ و عدم بلوغ کی تصریح کے ساتھ، تمام ضروری ہدایات قرآن میں موجود ہیں۔

اتنی واضح تصریحات کے بعد بھی جن لوگوں کو قرآن میں پردے کے احکام نظر نہیں آتے ان کے اندھے پن کا علاج کسی کے بس میں نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ کیجیے۔ جن کو اللہ تعالیٰ روشنی نہیں دیتا ان کو کہیں سے بھی روشنی نہیں ملتی۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔

لاہور
۲۳ مئی ۱۹۸۲ء

والسلام
امین احسن اصلاحی

قرآن میں پردے کے احکام

مسئلے کی نوعیت

پردے کا مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر اہم ہے کہ اس کو تمام معاشرتی مسائل کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ خانگی زندگی کی ساری مسرتیں اور خوش حالیاں اس پر مبنی قرار دی جا سکتی ہیں۔ صرف افراد کا بننا اور بگڑنا ہی نہیں، بلکہ حکومت کے ضعف و استحکام کا بھی بہت بڑی حد تک اس پر انحصار ہے۔ اس کے بارے میں اگر ہم نے کوئی غلط روش اختیار کر لی تو اس سے صرف ہماری معاشرتی زندگی ہی متاثر نہیں ہوگی، بلکہ اس کے لازمی نتیجے کے طور پر ہمارے تمام اخلاقی اقدار بھی متاثر ہوں گے۔ لیکن جو حضرات آج اخبارات میں اس پر خامہ فرسائی فرما رہے ہیں (یا فرما رہی ہیں) ان میں سے کسی کو بھی اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ کسی کالج یا سکول کے مباحثے میں جس مبلغ علم اور جس درجے کے احساس ذمہ داری کے ساتھ لڑکے لڑکیاں شریک ہو جایا کرتے ہیں، اس سے بھی کم تر درجے کے ساتھ یہ لوگ اس مباحثے میں کود پڑے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علم یا ان سے استدلال کی تو ان حضرات سے توقع ہی کیسے ہو سکتی ہے، خالص عقلی، معاشرتی اور اجتماعی پہلوؤں سے جو کچھ اس مسئلے پر کہا جا سکتا ہے، اس کا بھی کوئی اثر ان کی تحریروں اور تقریروں میں نہیں پایا جاتا۔ مردوں کی طرف سے عورتوں کو پردے کے خلاف اکسانے کے لیے جذباتی اپیلیں ہیں، اصل دین پر دین ملا کے نام سے چوٹیں ہیں، پردے کے حامیوں پر رجعت پسندی اور ترقی دشمنی کے طعنے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی طرف سے پردے کی زندگی پر حقارت آمیز پھبتیاں ہیں۔ گھر کی بندشوں اور پابندیوں پر گالیاں اور کوسنے ہیں۔ ملا کے دین پر صلواتیں اور

لغتیں ہیں۔ اس طرح کی بے کار چیزیں آپ کو ان تحریروں میں بکثرت مل جائیں گی۔ ان موتیوں سے جہاں سے جی چاہے دامن بھر لیجیے، لیکن اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ کسی بات پر سنجیدگی سے کوئی دلیل لائی گئی ہو تو آپ کوشش اور تلاش کے باوجود بھی، اس طرح کی کوئی چیز نہ پا سکیں گے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس بے پروائی کے ساتھ ہماری ساری معاشرتی زندگی کی بنیادیں اکھیڑ رہے ہیں وہ اس خبط میں مبتلا ہیں کہ ان کا یہ کارنامہ پاکستان کی تمدنی و معاشرتی تعمیر کے سلسلے کی ایک مبارک کڑی ہے۔

ذہنی بدحالی

اس بحث میں حصہ لینے والے جتنے بھی ذکور واناث ہیں، خدا کے فضل سے، سب مسلمان ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ پردے کے معاملے میں جو کچھ خدا اور رسول نے کہا ہے اس سے اس کو انکار نہیں ہے، انکار جس چیز سے ہے وہ 'دین ملا' ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہر شخص قرآن کی اتنی بات کو تو لے لیتا ہے جتنی اس کی خواہشوں کے مطابق ہے، اور جو بات اس کی خواہش کے خلاف نظر آتی ہے اس سے اس طرح کترا جاتا ہے گویا وہ بھی 'دین ملا' کے تحت داخل ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ پیچھے تو چلنا چاہتے ہیں اپنی خواہشوں کے، لیکن ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کے پیچھے چل رہے ہیں۔ یہ ہماری قوم کی ذہنی بدحالی اور اخلاقی گراوٹ کی نہایت کھلی ہوئی دلیل ہے۔ اس کے اکثر افراد کا یہ حال ہے کہ بیک وقت کئی کئی مسلکوں کے ساتھ محبت اور ایک ساتھ کئی کئی دینوں پر تھوڑا تھوڑا عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس انتشار ذہن اور اس منافقانہ سیرت کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ان بھاری ذمہ داریوں کو کس طرح سنبھال سکیں گے جو ان پر آن پڑی ہیں۔

ان مضامین سے اہل علم کے تو کسی غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے، لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ ممکن ہے ان کے برے اثرات ہمارے ان بھائیوں اور بہنوں تک متعدی ہوں جو اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنا چاہتے ہیں، لیکن اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ

سے بسا اوقات دھوکے میں پڑ جایا کرتے ہیں۔ ہم ان کی رہنمائی کے لیے چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پردے سے متعلق جو احکام دیے گئے ہیں، ان کو بیان کر دیں۔ اس سے ہمارے ان بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچے گا جنہوں نے اس اخباری مباحثے کے دوران میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن تاویل و تفسیر کی بعض پرانی مشکلوں کی وجہ سے وہ صحیح نقطۂ نظر پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

قرآن میں پردے کے احکام کی نوعیت

قرآن مجید میں پردے سے متعلق تین طرح کے احکام ہیں:

۱۔ ایک وہ احکام ہیں جو خاص کر نبی ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے دیے گئے ہیں، لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام نبی ﷺ کی بیویوں ہی کے لیے خاص نہیں ہیں، بلکہ ان کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔ خطاب میں نبی ﷺ کی بیویوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصلاح کا یہ مشکل قدم آنحضور ﷺ کے گھروں ہی سے اٹھایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ان ہدایات و احکام کی ذمہ داری زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ عائد ہوتی تھی۔ یہ احکام سورہ احزاب کی آیات ۳۲-۳۳ اور ۵۳-۵۵ میں بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ احکام ہیں جن میں پیغمبر ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں، اور جن میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ کسی مسلمان عورت کو جب، کسی ضرورت سے، گھر سے باہر قدم نکالنے کی کوئی ضرورت پیش آ جائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ احکام سورہ احزاب کی آیت ۵۹ میں بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیے گئے ہیں، اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان

جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورہ نور کی آیات ۲۷-۳۱، ۵۸-۶۰ اور ۶۱ میں بیان ہوتے ہیں۔

اب ہم ان تینوں قسم کے احکام کی تفصیل بیان کریں گے۔

پہلی قسم کے احکام

۱۔ پیغمبر ﷺ کی بیویوں کو خطاب کر کے پردے سے متعلق یہ ہدایات دی گئی ہیں:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

(الاحزاب۔ ۳۳: ۳۲-۳۳)

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو تم لہجہ میں نرمی نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے اور بات معروف کے مطابق کہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹک کے رہو اور سابقہ جاہلیت کے سے انداز اختیار نہ کرو اور نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تو بس یہ چاہتا ہے، اے اہل بیت نبی! کہ تم سے آلودگی کو دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرے۔

پھر مردوں کو بتایا ہے کہ اگر ان کو پیغمبر ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جانا پڑے تو ان کو کن آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ

الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَـيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِـيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

(الاحزاب۔ ۳۳ : ۵۳-۵۵)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے۔ نہ انتظار کرتے ہوئے، کھانے کی تیاری کا۔ ہاں جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو، پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو۔ یہ باتیں نبی کے لیے باعث اذیت تھیں، لیکن وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے اور اللہ حق کے اظہار میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب تم کو ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کی بیویوں سے کبھی اس کے بعد نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین باتیں ہیں۔ تم کسی چیز کو ظاہر کرو، خواہ چھپاؤ، اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ان پر ان کے باپوں کے معاملے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ان کے بیٹوں کے بارے میں اور نہ ان کے بھتیجوں کے بارے میں، اور نہ ان کے بھانجوں کے بارے میں اور نہ اپنے میل کی عورتوں کے بارے میں اور نہ ان کی لونڈیوں کے باب میں ہی اور اللہ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں پردے کے احکام

اوپر کی آیات سے پردے کے متعلق مندرجہ ذیل احکام نکلتے ہیں:

(۱) عورتوں کو عام حالات میں نامحرم مردوں سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کسی خاص ضرورت سے گفتگو کی نوبت آ ہی جائے تو زبان سے ہرگز کوئی ایسی لگاوٹ کی بات نہ نکالیں جو سننے

والوں کے دل میں گدگدی پیدا کرے اور وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائیں۔

(ب) مسلمان عورت کی اصلی جگہ اس کا گھر ہے — وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ — اس وجہ سے صرف کسی خاص ضرورت ہی سے اس کو گھر سے قدم باہر نکالنا چاہیے۔ محض سیر سپاٹے، تفریح اور نمائش کے لیے بن سنور کے نکلنا جاہلیت ہے اور ایک مسلمان شریف زادی کے لیے جاہلیت کی روش اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) کسی مسلمان کو اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر دعوت وغیرہ کے سلسلے میں جانا پڑے تو گھر میں اجازت کے بعد داخل ہو اور اس کو چاہیے کہ وقت کے وقت پہنچے اور کھانا کھا کے فوراً واپس ہو جائے۔ یہ نہ کرے کہ گھنٹوں پہلے سے دھرنا دے کر بیٹھ جائے اور پھر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی سرکنے کا نام نہ لے، جس سے گھر کی بیبیوں کی آزادی یا ان کی پردہ داری میں خلل پیدا ہو۔

(د) اگر گھر کی بیبیوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگے، دندناتا ہوا ان کے سامنے نہ چلا جائے۔

صرف وہ اعزہ ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو محرم ہوں، مثلاً باپ، بھائی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ یا گھر کے غلام، نیز عورتوں میں سے صرف دینی بہنوں ہی کی آزادانہ آمدورفت گھروں کے اندر اسلام نے پسند کی ہے۔ خبیثات اور منافقات کے اختلاط سے بسا اوقات بڑے بڑے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جس کا تجربہ خود عہد رسالت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے معاملے میں ہو چکا ہے۔

گھر سے باہر کا پردہ

اوپر کی آیات سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ عام حالات میں عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنا اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، صرف کسی خاص ضرورت ہی کے لیے اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اب دیکھیے کہ اس خاص حالت میں بھی اگر گھر سے باہر قدم نکالنے کی اجازت دی ہے تو اس کے ساتھ کیا قید لگائی ہے۔ ایسی صورت میں عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادر

لے لے اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ (الاحزاب۔ ۳۳ : ۵۹)

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کردو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگھٹ لٹکا لیا کریں یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان کا امتیاز ہو جائے، پس ان کو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے۔*

اس آیت میں 'جلباب' کا لفظ آیا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کو چھپا لے۔ عرب کے شریف خاندانوں کی خواتین عموماً جب باہر نکلتیں تو اس طرح کی چادر اوپر ڈال کر نکلتیں۔ پنجاب میں شریف خاندانوں کی بڑی بوڑھیوں میں اب تک اس طرح کی چادروں کا رواج ہے اور وہ اس کو نئی طرز کے برقعوں پر ترجیح دیتی ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی فیشنی برقعوں کے مقابل میں یہ چادریں جسم کو زیادہ چھپانے والی اور بدنگاہی سے زیادہ بچانے والی ہیں۔ یہی جلباب ہے جس کی جگہ بعد میں تمدن کی ترقی سے برقعے نے لے لی ہے۔ اس وجہ سے برقعے کی نسبت یہ بحث تو ہو سکتی ہے کہ اس کی موجودہ ترقی یافتہ شکلوں میں اس سے وہ مقصد پورا ہوتا ہے یا نہیں جو اسلام نے ادنائے جلباب (اوپر بڑی چادر لینا اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لینا) سے پیش نظر رکھا ہے، لیکن یہ کہنا تو انتہائی جہالت کی بات ہے کہ برقع محض ملا کی ایجاد ہے، قرآن و اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

گھروں کے اندر کا پردہ

اب آیئے سورہ نور کی آیتوں پر غور فرمایئے جو گھر کے اندر پردے سے متعلق ہیں۔ لیکن ان پر غور کرنے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید پیش نظر رکھنی ضروری ہیں:

* جس زمانے میں یہ حکم نازل ہوا ہے، اس زمانے میں مدینے میں منافقوں کا زور تھا۔ مسلمان عورتیں جب ضرورت کے لیے باہر نکلتیں تو وہ ان کو چھیڑتے اور جب ان سے باز پرس کی جاتی تو عذر کر دیتے کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی لونڈی ہے۔ اس سے بعض ذہین لوگوں نے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ یہ حکم ہنگامی حالات کے لیے تھا، جس کو بعد میں سورہ نور کی آیات نے منسوخ کر دیا۔ آگے چل کر ہم نے سورہ نور کی آیات کا جو محل بتایا ہے، اس سے اس غلط خیال کی خود بخود تردید ہو جائے گی۔

ایک یہ کہ ان آیات کا تعلق رشتہ داروں، عزیزوں، گھر کے کام کاج کرنے والے غلاموں، ملازموں اور اعتماد کے دوستوں سے ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک طرف معاشرتی زندگی کو پرلطف، خوش حال اور آسان رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلق رکھنے والوں کو گھروں میں آنے جانے اور اجتماعی و انفرادی طور پر کھانے پینے کی اجازت دی جائے اور دوسری طرف صحیح اخلاقی نقطۂ نگاہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ان پر کچھ ایسی پابندیاں بھی عائد کی جائیں کہ گھروں کی زندگی میں بدنگاہی اور بدچلنی راہ نہ پائے۔ اسلام کو، جو دین فطرت ہے، یہ دونوں مطالبات پورے اعتدال و توازن کے ساتھ ملحوظ رکھنے ہیں۔

دوسری بات یہ یاد رکھیے کہ عرب میں مشترک خاندانی نظام (Joint Family System) کا رواج نہیں تھا۔ جو بالغ جب شادی کر لیتا اپنا گھر الگ بسانے کی کوشش کرتا— باپ کا گھر الگ، چچا کا گھر الگ، بھائی کا گھر الگ، بہن کا گھر الگ اور خود اس کا اپنا گھر الگ۔ اس طرح ایک ہی خاندان کے بہت سے الگ الگ گھر بن جاتے، جو علیحدہ علیحدہ بھی ہوتے اور باہم دگر فطری اور معاشرتی علائق میں مربوط بھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ سادہ بدوی زندگی کی وجہ سے اس زمانے میں عموماً نہ تو زنانہ مکانوں کے ساتھ مردانہ بیٹھکوں کا رواج تھا اور نہ دروازوں پر پردے ہی ہوتے تھے۔

عرب کی معاشرتی اور تمدنی زندگی سے متعلق ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر سورہ نور کی ان آیتوں کو پڑھیے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (النور۔۲۴:۲۷-۳۱)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تعارف پیدا نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے موجب خیر و برکت ہے تاکہ تمہیں یاد دہانی حاصل رہے۔ پس اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہی طریقہ تمہارے لیے پاکیزہ ہے اور اللہ، جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور ان غیر رہائشی مکانوں میں داخل ہونے میں تمہارے لیے کوئی حرج نہیں جن میں تمہارے لیے کوئی منفعت ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ مومنوں کو ہدایت کرو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی پردہ پوشی کریں۔ یہ طریقہ ان کے لیے پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو وہ کرتے ہیں اور مومنہ عورتوں کو کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے اندیشہ کی جگہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کا اظہار نہ کریں، مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے تعلق کی عورتوں کے سامنے یا اپنے مملوکوں کے سامنے یا ایسے زیر کفالت مردوں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کی عمر سے نکل چکے ہوں یا ایسے بچوں کے سامنے جو ابھی عورتوں کی پس پردہ چیزوں سے آشنا نہ ہوں۔ اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مار کے نہ چلیں کہ ان کی مخفی زینت ظاہر ہو۔ اور اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کی طرف رجوع کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

گھر کے اندر پردے سے متعلق اصولی قوانین

مذکورہ بالا آیات میں گھروں کے اندر داخل ہونے سے متعلق مندرجہ ذیل ہدایت دی گئی ہیں:

۱۔ کوئی مسلمان کسی کے زنانہ مکان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا، مگر دو شرطوں کے ساتھ: ایک یہ کہ گھر والوں کے لیے وہ اجنبی نہ ہو، بلکہ ان کے ساتھ اس کا انس اور ربط و ضبط ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ داخل ہونے سے پہلے سلام کر کے داخل ہونے کی اجازت حاصل کرے۔

انس کی صورتیں کئی ایک ہو سکتی ہیں، مثلاً یہ کہ گھر والوں کے ساتھ قرابت اور رشتہ داری کا تعلق رکھتا ہو، یا صاحب خانہ کا قابل اعتماد دوست ہو، یا گھر والوں کے ساتھ خدمت اور غلامی کا تعلق رکھتا ہو۔

سلام اجازت حاصل کرنے کا ایک مہذب اور بابرکت طریقہ ہے اور اس کی صورت نبی ﷺ نے یہ بتائی ہے کہ دروازے پر تین مرتبہ سلام کرے، اگر کوئی جواب اور اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ جائے۔

۲۔ اگر گھر پر صاحب خانہ موجود نہ ہو تو جب تک اجازت نہ ملے داخل نہ ہو اور اگر لوٹ جانے کو کہا جائے تو بلا تکلف لوٹ جائے، اس میں توہین محسوس نہ کرے۔

۳۔ جو مکانات زنانہ نہ ہوں مذکورہ بالا اجازت کی شرط سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً مردانہ بیٹھکوں میں ہر شخص آ جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اجازت کی قید نہیں ہے۔

۴۔ داخل ہونے والے مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھے اور شرم کی جگہوں کے معاملے میں پوری احتیاط برتے۔

۵۔ اس حالت میں گھر کی بیبیاں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:

(ا) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

(ب) اپنی شرم و احتیاط کی جگہوں کو پوری طرح محفوظ کر لیں۔

(ج) اس طرح سمٹ سمٹا کر رہیں اور کپڑوں کو اس طرح سنبھالیں کہ ان کی زینت کی چیزیں ظاہر نہ ہوں۔ صرف وہ زینت اس سے مستثنیٰ ہے جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہو، مثلاً لباس کا ظاہری حصہ۔

(د) اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیں تا کہ سینہ چھپ جائے۔

(ہ) چلتے پھرتے زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں کہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔

تمام محرم اور نامحرم عزیزوں اور متعلقین کے لیے گھروں کے اندر آنے جانے میں مذکورہ بالا قوانین کی پابندی لازمی ہے۔ البتہ عورت کے لیے زینت کی چیزوں کے اظہار کی جو ممانعت ہے، اس سے شوہر اور محرم اعزہ یعنی باپ، بھائی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح ملازم کے ساتھ غیر اولی الاربۃ (عورت کی ضرورت سے مستغنی) کی قید لگا کر یہ واضح کر دیا کہ جوان ملازم کے سامنے اظہار زینت جائز نہیں۔ اور ملازم اور غلام دونوں کا ذکر چونکہ آیت میں الگ الگ موجود ہے، اس وجہ سے ملازم کو غلام پر قیاس کرنا بالکل غلط ہو گا۔ ایک عام خادم اور غلام میں معاشرتی اور نفسیاتی اعتبارات سے آسمان و زمین کا فرق ہے۔ نابالغ بچوں کو بھی اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دینی بہنوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ قطامہ عورتوں کے سامنے شریف زادیوں کو اظہار زینت سے بچنا چاہیے مبادا وہ کسی فتنے میں مبتلا کر دیں۔

بعض ضروری تشریحات

گھروں کے اندر پردے کے متعلق یہ اصولی قوانین ہیں۔ اس کے بعد لوگوں کے سوال پر اس سے متعلق بعض مزید تشریحات اور ہدایات نازل ہوئیں، جو یہ ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۛ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
(النور۔۲۴: ۵۸-۶۰)

اے ایمان والو! تمہارے غلام اور لونڈیاں بھی اور تمہارے اندر کے وہ بھی جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں، تین وقتوں میں اجازت لیا کریں۔ ایک نماز فجر سے پہلے، دوسرے دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو، اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہاری بے پردگی کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ تمہارے اور ان کے اوپر بدون اجازت آنے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔ تم ایک دوسرے کے پاس آمد و شد رکھنے والے ہو۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور جب تم میں سے وہ جو بچے ہیں، بلوغ کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح ان کے پہلوں نے اجازت لی۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور عورتوں میں سے بڑی بوڑھیاں، جو اب نکاح کی امید نہیں رکھتی ہیں، اگر اپنے دوپٹے اتاریں تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں اور یہ بات کہ وہ بھی احتیاط کریں ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بعض رخصتیں اور ان کے حدود

مذکورہ بالا آیات میں تین ہدایتیں بیان ہوئیں:

۱۔ غلاموں اور نابالغ بچوں کو گھر کے اندر آنے جانے کے لیے ہر وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت اور عشاء کے بعد اجازت لینی ضروری ہے۔ ان اوقات میں بلا اجازت آنے میں اندیشہ ہے کہ وہ گھر والوں کو کسی ایسی حالت میں دیکھ لیں جس حالت میں دیکھنا نامناسب ہو۔ یہ ضرورت کے لحاظ سے اوپر والے احکام میں گویا تخفیف کی گئی ہے۔

۲۔ نابالغ بچوں کے لیے یہ رخصت صرف اس وقت تک ہے جب تک وہ نابالغ ہیں، بلوغ کے بعد ان کو بھی اجازت کے اسی عام قاعدے پر عمل کرنا پڑے گا جو سب کے لیے بیان ہوا ہے۔

۳۔ بوڑھی عورتوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ پردے کے تمام ضوابط کی پابندی کریں، لیکن اگر اظہار زینت مقصود نہ ہو تو وہ گھروں کے اندر بھی اور باہر بھی پردے کے اس خاص اہتمام سے آزاد رہ سکتی ہیں جو اوپر بیان ہوا ہے، مثلاً بکل مارنے اور گھونگھٹ لٹکانے کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس کے بعد ایک اور شبہ کی طرف توجہ فرمائی جو اوپر کے احکام کی وجہ سے اس وقت بہت سے ذہنوں میں پیدا ہو چلا تھا۔ وہ یہ کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسلام نے گھروں کے اندر آنے جانے پر بہت سی پابندیاں عائد کر دی ہیں، یہاں تک کہ قریبی اعزہ بھی ان قیود سے نہیں بچ سکے ہیں، تو ایک طرف لوگوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ شاید اسلام سوشل زندگی کی آزادیوں اور دلچسپیوں کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اعزہ و احباب ایک دوسرے سے بے تکلفانہ ملیں جلیں اور ایک دوسرے کے یہاں کھائیں پئیں۔ دوسری طرف بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ بہتوں کے مریض اور معذور اعزہ، جو ان پابندیوں سے پہلے اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں پڑے رہتے تھے، ان پابندیوں کے بعد وہ ایک نہایت راحت بخش آزادی سے محروم ہو گئے!

قرآن مجید نے ان دونوں شبہوں کو صاف کر دیا کہ ان پابندیوں کو عائد کرنے سے مقصود نہ سوشل زندگی کی دلچسپیوں کو ختم کرنا ہے اور نہ معذوروں اور عاجزوں کو کسی زحمت میں ڈالنا ہے۔ نہایت شوق کے ساتھ اپنے اقرباء اور اپنے دوستوں کے گھروں میں آؤ جاؤ اور ایک دوسرے کے یہاں جماعتی اور انفرادی شکل میں، جس طرح چاہو، کھاؤ پیو۔ البتہ اجازت حاصل کرنے کے لیے سلام ضرور کر لیا کرو۔ اگر یہ چیز کوئی پابندی ہے تو یہ ایسی پابندی ہے جو تمہارے لیے بھی اور گھر والوں کے لیے بھی بہت سی برکتوں کا باعث ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا

عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (النور۔۲۴:۶۱)

نہ اندھے پر کوئی تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ مریض پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود تمہارے اوپر کوئی تنگی ہے اس بات میں کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اپنے زیرِ تولیت کے گھروں سے یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ پیو، خواہ اکٹھے ہو کر یا الگ الگ۔ بس یہ بات ہے کہ جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو جو اللہ کی طرف سے ایک بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اوپر کے مباحث کا خلاصہ

اوپر کے مباحث سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں دو طرح کے پردے کے احکام بیان ہوئے ہیں: ایک اس صورت کے لیے جب عورت کو گھر سے باہر نکلنا پڑے اور اجنبیوں سے سابقہ پڑنے کا اندیشہ ہو۔ دوسرے اس صورت کے لیے جب گھر کے اندر خود اس کے یا اس کے شوہر کے اعزہ و اقرباء اور متعلقین و ملازمین اور اس طرح کے لوگ آئیں۔ پہلی صورت سے متعلق حکم سورہ احزاب میں دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اپنے اوپر بڑی چادر لے کر نکلے اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکائے۔ دوسری صورت سے متعلق احکام سورہ نور میں دیے گئے ہیں اور اس سلسلے کے اصولی مسائل یہ ہیں:

۱۔ کوئی اجنبی شخص بغیر کسی تعلق کے زنانہ مکان کے اندر داخل نہ ہو۔

۲۔ اہل تعلق میں سے جو داخل ہو، وہ اجازت لے کر داخل ہو۔

۳۔ داخل ہونے والا اپنی نگاہ نیچی رکھے اور اپنی شرم کی جگہوں کے معاملے میں پوری احتیاط برتے۔

۴۔ گھر کی عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، سمٹ سمٹا کر رہیں، زینت کی چیزوں میں سے اگر کسی چیز کا اظہار ہو تو مجبوراً ہو۔ بکل مار لیا کریں۔ زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں۔

۵۔ زینت کی چیزوں کا اظہار صرف شوہر اور محرم عزیزوں کے سامنے جائز ہے۔ نیز غلام اور بوڑھے ملازم اور نابالغ کے سامنے بھی ان کے اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۶۔ غلاموں اور نابالغ بچوں کے لیے ہر وقت اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ صرف ان اوقات میں اجازت لینا ضروری ہے جو اوقات خاص پردے کے ہیں اور جن میں ان کا اچانک آجانا ان کے لیے بھی اور گھر والوں کے لیے بھی احتیاط اور حیا کے منافی ہے۔

۷۔ بوڑھی عورتوں کے لیے رخصت ہے۔ وہ بغیر برقع کے باہر نکل سکتی ہیں، بشرطیکہ اظہار زینت مقصود نہ ہو اگرچہ بہتر یہی ہے کہ وہ بھی پردے کے احکام کی پابندی کریں۔

اصولی احکام کے تحت بعض رخصتیں

پردے سے متعلق یہ اصولی اور بنیادی قوانین ہیں، جو خود قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اور جن کے بارے میں کسی شبہ یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ان میں کسی پہلو سے اختلاف ہو سکتا تھا (اور ہوا ہے) تو وہ صرف یہ پہلو ہے کہ عام طور پر لوگ سورہ نور اور سورہ احزاب کے احکام کے الگ الگ موقع و محل سے واقف نہیں ہیں۔ اس وجہ سے اس مسئلے پر جو کچھ اب تک لوگوں نے لکھا ہے، اس میں ایک سخت قسم کا تناقض پایا جاتا ہے اور اس تناقض کی وجہ سے ان کے نتائج بحث جس قدر پردے کے حامیوں کے لیے مفید ہیں، اسی قدر بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی پردے کے مخالفوں کے مفید طلب ہیں۔ اس مضمون میں اس تناقض کو پوری طرح رفع کر دیا گیا ہے اور پردے سے متعلق تمام آیات کے صحیح صحیح محل کو معین کر دیا گیا ہے، جس کے بعد کسی منصف اور خدا ترس آدمی

کے لیے اس معاملے میں راہِ حق سے انحراف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس مسئلے میں کج روی اختیار کرے تو وہ شخص یا تخت ہٹ دھرم ہے یا سخت کج فہم، اور ایسے شخص سے کبھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ کسی حق کو اپنی خواہش کے خلاف قبول کرے گا۔ خواہ وہ حق کتنا ہی واضح کیوں نہ ہو۔

ان احکام پر غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں، خواہ گھروں کے اندر کا پردہ ہو یا گھروں سے باہر کا، ہمیں نہایت واضح اور قطعی ہدایات دی ہیں۔ ان واضح اور قطعی احکام کے بعد اس باب میں اگر کوئی چیز سکھانے اور بتانے کی باقی رہ گئی تھی تو وہ صرف بعض جزوی اور ضمنی مسائل تھے جو یا تو اہل علم کے اجتہاد پر چھوڑے گئے ہیں یا پیغمبر ﷺ کے قول و عمل سے ان کی تشریح ہوگئی ہے۔ چنانچہ ان کلیات کے تحت خاص خاص حالات کے لیے جو رخصتیں ملی ہوئی ہیں ان کو آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا دیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ اس کو ایک نظر دیکھ سکتا ہے۔ اگر پولیس یا جج کو کسی عورت کی شناخت مطلوب ہو تو ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی طبی ضرورت کے تحت ایک طبیب یا ڈاکٹر کو بھی یہ اجازت حاصل ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کو دیکھ یا چھو سکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ناگہانی حالات کے لیے یہ قوانین بڑی حد تک نرم کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً کسی مکان میں اگر آگ لگ جائے یا کوئی عورت پانی میں ڈوب رہی ہو تو اس حالت میں مقدم یہ ہے کہ عورت کی جان بچانے کی کوشش کی جائے، اگرچہ اس کوشش میں پردے کے شرعی احکام کا لحاظ قائم نہ رکھا جا سکے۔ اسی طرح سفر (خصوصاً سفرِ حج) اور جنگ کی حالت میں بھی ضرورت و مصلحت کے لحاظ سے بعض مستثنیات اور رخصتیں ہیں، جن کی احادیث میں تصریح آگئی ہے، نیز اس سلسلے کے بعض دوسرے ضمنی اور جزوی مسائل بھی ہیں، جو ائمہ مجتہدین نے کھول دیے ہیں اور وہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ تمام جزوی اور ضمنی مسائل اپنے باب کے اصولی اور بنیادی احکام پر مبنی ہیں۔ اس وجہ سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان جزوی مسائل سے اسی طرح کے حالات کے لیے کچھ اور احکام

استنباط کر لیے جائیں، لیکن یہ بات بالکل غلط ہوگی کہ ان رخصتوں اور مستثنیات کو اصل قرار دے کر پردے سے متعلق تمام بنیادی اصولوں کو ڈھا دینے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح کی جسارت دین کے معاملے میں صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو شریعت سے بالکل جاہل ہیں۔ روایات اور احادیث میں اگر ایسے واقعات ہیں کہ دورانِ جنگ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیویوں نے پردے کے قوانین کا لحاظ نہیں رکھا تو یہ اس بات کا ثبوت تو بلاشبہ ہے کہ عام حالات کے لیے اسلام نے پردے کے جو احکام دیے ہیں، خاص طرح کے حالات میں پیش آجانے سے ان میں بہت بڑی حد تک ڈھیل کر دی جاتی ہے، لیکن یہ اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ہے کہ اسلام نے سرے سے کوئی حکم ہی نہیں دیا ہے اور عورتوں کو اذنِ عام ہے کہ وہ کھلے بندوں جہاں چاہیں پھریں۔ اگر یہ طرزِ استدلال صحیح مان لیا جائے تو ایک شخص یہ بھی دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام میں سرے سے وضو کا کوئی حکم ہی نہیں دیا گیا ہے، کیونکہ بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے محض تیمم کر کے نمازیں پڑھی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قیامِ نماز کا کوئی ضروری رکن نہیں ہے، کیونکہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ میں سے بہتوں نے بیٹھ کے نمازیں ادا کی ہیں۔ اگر یہ طرزِ استدلال غلط ہے، اور ظاہر ہے کہ غلط ہے، تو یقیناً ان لوگوں کا استدلال بھی صحیح نہیں ہو سکتا جو بعض مستثنیات کی بنا پر، جن کا تعلق مخصوص حالات سے ہے، یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام میں سرے سے پردے کا کوئی حکم ہی نہیں ہے اور 'ملاؤں' نے یہ چیز اپنی طرف سے گھڑ کے، بعد میں، مسلمانوں کی زندگی کے اندر شامل کر دی ہے۔

مروجہ پردہ اور قرآنی پردہ

اوپر کی تفصیلات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ قرآن میں پردے کے متعلق نہایت واضح اور تفصیلی احکام ہیں، نیز یہ حقیقت بھی واضح ہو چکی ہے کہ سورہ نور میں مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا جو حکم دیا ہے اس کا تعلق دراصل گھر کے اندر کے پردے سے ہے، جہاں اپنے عزیزوں اور تعلق کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ باہر کے پردے کے بارے میں وہی

ادنائے جلباب (اوپر بڑی چادر لینا اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لینا) کا حکم ہے جو سورۂ احزاب میں دیا گیا ہے۔ نیز زینت کے اظہار کی ممانعت اور ناگزیر طور پر ظاہر ہو جانے والی زینت کے استثناء کا تعلق بھی گھر کے اندر کے پردے سے ہے۔ ان کو باہر نکلنے کی صورت سے جو لوگ متعلق کرتے ہیں، انہوں نے قرآن شریف پر غور نہیں کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایک سخت قسم کے تضاد اور تناقض میں مبتلا ہیں۔

اوپر کے مباحث سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی ہے کہ جس طرح موجودہ بے پردگی قرآن کے بالکل خلاف ہے، اسی طرح مروجہ پردہ بھی بڑی حد تک قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ بالخصوص گھروں کے اندر کے پردے سے متعلق قرآن حکیم نے جو احکام دیے ہیں وہ تو یک قلم بدل ڈالے گئے ہیں۔ ان کی جگہ یا تو ایک بالکل غلط قسم کی آزادی اور بے قیدی نے لے رکھی ہے یا ایک بالکل ناروا قسم کی پابندی نے۔ یا تو یہ حالت ہے کہ قریب کے رشتہ داروں اور عزیزوں سے بھی لوگ اس طرح کے پردے کو ضروری سمجھتے ہیں جس قسم کا پردہ اجنبیوں اور بیگانوں سے ضروری قرار دیا گیا ہے یا یہ حالت ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ قرابت و رشتہ داری کی کوئی ادنیٰ وابستگی بھی ہو جاتی ہے، ان کے لیے سرے سے کسی قسم کے پردے کی ضرورت ہی نہیں خیال کی جاتی۔ اس افراط و تفریط کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے بہت سے خاندانوں کی اجتماعی زندگی متاثر ہو جاتی ہے اور ان کے درمیان وہ انس اور وہ ربط و ضبط باقی نہیں رہ جاتا ہے جس کو اسلام نے باقی رکھنا چاہا ہے اور جس کی بربادی اسلامی معاشرے کی بربادی کے ہم معنی ہے۔ اس افراط و تفریط سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے جس حد تک ڈھیل دی ہے، اس سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے اور جو پابندیاں عائد کی ہیں ان کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ اسی طریقے پر عمل کرنے سے وہ اجتماعی زندگی وجود میں آئے گی جس میں عفت اور آزادی، دونوں چیزیں پورے اعتدال و توازن کے ساتھ موجود ہوں گی۔ اور جس کے اندر ہی اس صحیح اسلامی اخلاق کی تربیت ممکن ہو سکے گی جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔